امیر خسرو

خواجہ ابوالحسن بن امیر سیف الدین محمود لاچین عرف امیر خسرو ملقب بہ طوطیٔ ہند کا پیارا تخلص۔ خسرو وہ فرد زمانہ موجد غزلیات عارفانہ و عاشقانہ ہوا ہے کہ اس کی پہیلیاں۔ کہہ مکرنیاں۔ دو سخنے نسبتیں اور آفر زمانہ کی ریختہ کے سبب ہندوستان کا بچہ بچہ جانتا ہے۔ کوئی شہری اور گنواری عورت ایسی نہ ہو جو خسرو کے نام اور اس کی چلبلی طبیعت سے واقف نہ ہو۔ فارسی نظم و نثر کی ننانوے 99 کتابیں آپ نے تصنیف فرمائیں۔ پانچ ہزار اشعار کا دیوان آپ نے لکھا۔ قصائد کا بھاری مجموعہ آپ نے تیار کیا جس کا ایک جلد پانچ یا چھ ہزار اشعار کا دیوان نواب ضیاء الدین احمد خاں رئیس لوہارو کے کتب خانہ میں اب تک موجود ہے۔ نظامی کے خمسہ کے جواب میں خمسہ آپ کا معروف۔ بغرا خان اور سلطان معز الدین کیقباد دونوں باپ بیٹوں کی ملاقات کے بیان میں قران السعدین اعجاز خسروی۔ کتاب سپہر۔ تغلق نامہ اور اس کے علاوہ حالات دہلی میں بھی ایک کتاب آپ نے لکھی فن موسیقی میں وہ مہارت دکھائی کہ موجد کے درجہ کو پہنچے۔ نائک کہلائے۔ راگ راگنیاں ایجاد کیں ستار بنایا۔ قوال اور بڑے بڑے گوئے آج تک آپ کا نام سن کر کان پکڑتے ہیں۔ آپ نے سات بادشاہوں کا عہد دیکھا۔ ہر ایک سلطنت میں معزز عہدوں پر یا مصاحب خاص رہے۔ علاؤ الدین خلجی آپکے اوصاف حمیدہ اور لیاقت پسندیدہ کا گرویدہ تھا۔ دس ہزار سکۂ رائج الوقت جسے تنگہ کہتے تھے بطور مشاہرہ ماہوار دیا کرتا تھا۔ اردو زبان کی اصل بنا آپ ہی نے ڈالی۔ ہندی بھاکا کو فارسی و عربی کی چاشنی سے مزیدار شربت بنایا۔ کبھی ہندی کے الفاظ فارسی میں لے گئے کبھی فارسی کے ہندی میں لے آئے اور اس ترکیب سے ایک مزیدار خوشگوار مصالحہ تیار کیا۔ یہاں تک کہ بعض مصادر جیسے چلنے سے چلیدن وغیرہ بنا کر فارسی میں رائج کر دئے۔ بلکہ بعض فارسی اشعار میں عربی زبان کے ایسے الفاظ مصطلح بفارسی لائے کہ ہندی جاننے والے ان پر مخلص ہو گئے اور انہوں نے جانا کہ خاص ہندی ہی لفظ عربی خواہ فارسی میں چلا گیا ہے۔ مثلاً اس شعر کو ملاحظہ فرمایئے

بیچارہ خسرو خستہ را خوں ریختن فرمودہ است
خلقے بمنت یکطرف واں شوخ تنہا یکطرف

حالانکہ فاضل عرب جانتا ہے کہ منت عربی میں احسان کرنے یا ممنون ہونے کے معنی میں آیا ہے۔ اور اہل فارس نے بعض موقع پر عاجزی کے معنے میں مستعمل کر لیا ہے۔ لیکن عالم ہندی کہتا ہے کہ نہیں یہ لفظ منتی سے منت بنا ہے اور وہی معنی اس جگہ لطف دیتے ہیں۔ غرض اس موقع پر منت کا جو لفظ ہندوستانیوں کے دلوں پر اثر کرتا ہے اسے ان کے دل سے پوچھنا چاہیئے در حقیقت بنتی اور منتی ایک ہی ہے گیتوں میں اکثر سنا ہوگا

منتی کرت ہوں پیرت تورے پیاں
اچھے سیّاں چھاڈ دے موری بیّاں

قصہ مختصر ہندی اور فارسی کو شیر و شکر کرنے والے اس میں نئے نئے انداز اور چٹکلے پیدا کرنے والے سب سے پہلے آپ ہی بزرگوار ہیں۔ آپ کی فارسی ہندی پر مبنی غزلوں سے جو وجد ہوتا ہے اسے صاحب حال اور صاحب مذاق ہی خوب جانتے ہیں۔ درحقیقت آپ شہرستان سخن کے بادشاہ مملکت عرفان کے طاؤس خوش خرام تھے۔ جناب ولایت مآب سلطان المشائخ حضرت نظام الدین اولیاء محبوب الٰہی سے آپ کو دلی تھا۔ غیاث الدین بلبن۔ سلطان کرتمان۔ سلطان معز الدین کیقباد۔ سلطان جلال الدین فیروز شاہ۔ سلطان علاء الدین سلطان قطب الدین۔ سلطان غیاث الدین تغلق۔ سلطان محمد تغلق

ارادت اور ذاتی عقیدت تھی۔ یہاں تک کہ آپ محبوب الٰہی کے خود محبوب بن گئے تھے۔ یہی وجہ تھی کہ حضرت ممدوح بھی آپ کی محبت اور مرشدانہ الفت کا دم بھرنے لگے تھے۔ حضرت امیر اپنے مرشد کا ہر طرح سے دل رکھتے اور جس رنگ میں ان کو رنگا ہوا پاتے آپ بھی محو ہو جاتے۔ ہر طرح سے اپنے پیر کو خوش رکھنا ملحوظ فرمانا آپ کا فرض تھا۔ جس وقت تک امیر خسرو حاضر درگاہ رہتے آپ کو کوئی فکر کوئی رنج لاحق حال نہ ہوتا۔ حضرت امیر کی آخر عمر وقت میں ریختے یعنی اردو کا شوق ہوا اسے بھی نبھا دیا۔ اور وہ کیا جو کسی سے نہ ہو سکتا۔ میر تقی نے اپنے تذکرے میں لکھا ہے کہ ان کے بہت سے ریختے ہیں۔ بے شک ہم نے بھی قوالی کے موقع پر ایک آدھ ریختہ سنا ہے۔ نیز یہ بھی درج تذکرہ ہے کہ خسرو نے اپنے پیر و مرشد کے ہمراہ چند حج بھی پاپیادہ کئے ہیں۔ لیکن ہمیں کسی اور کتاب سے اس کا ثبوت نہیں ملا۔ بلکہ ہم کو تو معلوم ہے کہ سلطان جی صاحب نے ہندوستان سے باہر قدم ہی نہیں رکھا۔ ہاں روحانی حج آپ نے بے شک فرمایا ہے اور اس کا ذکر بعض کتابوں میں نظر سے گزرا ہے کہ لوگوں نے آپ کو حج میں بھی دیکھا اور یہاں بھی اسی تاریخ میں موجود سنا۔ محبوب الٰہی آپ کو ترک اللہ یعنی خدا کا سپاہی اور کبھی صرف ترک فرمایا کرتے تھے جس کے معنی کسی صاحب دل سے پوشیدہ نہیں ہیں۔ اکثر بار ارشاد ہوا کہ بروز قیامت جب مجھ سے پوچھیں گے کہ میاں نظام الدین تم ہمارے واسطے دنیا سے کیا تحفہ لائے تو میری زبان سے بے ساختہ یہی نکلے گا سوز سینۂ ترک اللہ کہتے ہیں کہ آپ کا سینہ سوز عشق اللہ سے ہر وقت بھڑکتا رہتا تھا بلکہ بعض اوقات عبائے ترکی کا پردہ جل اٹھتا تھا۔ تذکرہ دولت شاہی میں آپ کے سچے اور پاکیزہ عشق کی عجیب حکایت لکھی ہے جسے بخوف طوالت قلم انداز کیا جاتا ہے۔ بعض ارباب تاریخ و سیر نے شیخ مصلح الدین شیرازی سے آپ کی ملاقات ہونا بھی لکھا ہے اور یہاں تک زور دیا ہے کہ سعدی ایران سے ان کے حسن صورت حسن سیرت اور حسن کلام کو سن کر ہند میں آئے۔ چنانچہ ان ایام میں خسرو نے شعر کہا ہے وہ یہ ہے؎

خسرو سرمست اندر ساغر معنی بریخت　شیرہ از خمخانۂ مستی کہ از شیراز بود

بے شک یہ شعر حضرت کا ہے اور اس سے گمان گزرتا ہے کہ شاید تشریف لائے ہوں۔ مگر معتبر اور مبسوط تاریخوں کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ شہزادہ سلطان محمد قاآن ناظم ملتان ولی عہد سلطان غیاث الدین بلبن نے (جس کی جاگیر میں ملک لاہور و ملتان ملا ہوا تھا۔ اور جو صفات حمیدہ و اخلاق پسندیدہ کے ساتھ ہی متصف نہیں بلکہ علماء و فضلاء کا بھی دلدادہ تھا چنانچہ اسی وجہ سے وہ امیر خسرو دہلوی اور امیر حسن دہلوی کو ہمیشہ اپنے ساتھ رکھتا تھا) جب شیخ سعدی علیہ الرحمۃ کے فضل و کمال کا شہرہ سنا تو دو مرتبہ ملتان سے شیخ کو بلانے کے واسطے بہت بہت سا روپیہ دیکر شیراز قاصد بھیجا اور شیخ کے واسطے ملتان میں خانقاہ بنا دینے اور اس کے مصارف کے لئے مواضعات وقف کر دینے کا وعدہ کیا لیکن شیخ نے ضعف پیری کا عذر کر کے ایک مرتبہ اپنے مختلف اشعار کی بیاض اور دوسری دفعہ کتاب گلستان و بوستان خاص اپنے ہاتھ سے لکھ کر شہزادے کے پاس بھیج دی اور اپنی بجائے امیر خسرو کی سفارش کی۔ اور لکھا کہ مجھے بڑھاپے کی ناتوانی اپنی جگہ سے ہلنے نہیں دیتی۔ موت قریب ہے اور شیراز ما وطن عزیز :
سعدی اور امیر حسن دہلوی آپ کے ہم عصر شعراء میں تھے حضرت امیر خسرو کے آباؤ اجداد چنگیز خان کے ظلم سے تنگ آ کر ماوراءالنہر چھوڑ ہند میں چلے آئے تھے۔ تغلق شاہ نے خسرو کے والد کو فوجی خدمت دے دی تھی جس میں وہ شہید ہوئے۔ خسرو نے اخیر عمر میں امراء کی مدح سرائی سے توبہ کی اور جس قدر قصائد لکھے تھے سب کو دواوین سے نکال دیا۔ مدح باری عز اسمہ کے سوا کچھ نہ رکھا۔ آپ بحری مچھلی

اور عیسوی تیرھویں صدی میں بمقام مومن آباد عرف پٹیالی ضلع ایٹہ میں پیدا ہوئے تھے۔ جس وقت آپ کے پیر و مرشد محبوب الٰہی نے ۱۸ ربیع الثانی ۷۲۵ھ ہجری مطابق ۱۳۲۴ عیسوی میں نقل مکانی فرمایا تو اُس وقت آپ سلطان غیاث الدین تغلق کے ساتھ لکھنوتی مضافات بنگالہ میں تشریف رکھتے تھے۔ جب وہاں سے آئے تو سارا مال و اسباب لٹا دیا، منہ کالا اور جامہ پارہ پارہ کر کے دروازہ حظیرہ پیر بقول شیخ جی ؎

جامہ دراں چشم چکاں خون دل رواں

حاضر ہوئے اور باآواز بلند کہا کہ اے مسلمانو میں کون ہوں اور میری حقیقت کیا ہے کہ میں ایسے بڑے شیخ کے واسطے دو آنسو بہاؤں۔ میں تو اپنے لئے روتا ہوں کہ میرا بھی وقت قریب آگیا۔ غرض پورے چھ مہینے کے بعد ۲۹ ذی قعدہ سنہ مذکورہ کو عالم الارواح میں اپنے عاشق حقیقی سے جا ملے۔ کہتے ہیں جس وقت آپ کا وصال ہوا یہ دوہا فرمایا ؎

گوری سووے سیج پر اور مکھ پر ڈارے کیس — چل خسرو گھر آپنے سانجھ بھئی چہوں دیس

یعنی میرا معشوق پلنگ پر اس حالت میں سوتا ہے کہ چہرے کو اس کے لمبے لمبے بالوں نے ڈھانک لیا ہے جب اس کا دیدار ہی میسر نہیں تو خسرو اپنے اصلی گھر کو چلو۔ کیونکہ چاروں طرف شام ہو گئی ہے اندھیرے میں نہ تم کسی کو دیکھو گے اور نہ کوئی تمہارا قدرداں بن کر تمہارے اوپر نظر محبت ڈالیگا۔

کہتے ہیں کہ نو برس کی عمر میں امیر خسرو کے والد کا سایہ ان کے سر سے اٹھ گیا تھا چنانچہ آپ نے اس وقت یہ کہا ہے

سیف از سرم گزشت و دل من دو نیم شد — دریائے من رواں شدہ درِّ یتیم ماند

آپکے کلام میں نمکینی اور شیرینی دونوں کیفیتیں اپنے اپنے موقع پر موجود ہیں۔ خزانہ عامرہ میں لکھا ہے ددھیال اور ننھیال دونوں طرف سے امیر زادے تھے۔ نواب عماد الملک بہادر کی بیٹی جو اس زمانہ کے امرائے عصر میں سے تھے آپ کی والدہ ماجدہ تھیں۔ آپ انہیں کے بطن سے پٹیالی میں پیدا ہوئے۔ آپ کے والد امیر سیف الدین ایک کپڑے میں لپیٹ کر آپکو ایک مجذوب کے پاس لے گئے۔ جس وقت اس درویش باخبر و بیخبر کی نظر حضرت پر پڑی فرمایا کہ آپ ایسے شخص کو میرے پاس لائے ہیں جو خاقانی سے دو قدم آگے جائے گا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ آپ نے اس یتیمی کی حالت میں بھی وہ کمال حاصل کیا کہ شاذ و نادر ہی اس کمال کے آدمی ہوتے ہیں۔ جب سن تمیز کو پہنچے تو آپ سلطان جی کے مرید ہو گئے۔

ایک مرتبہ آپ نے حضرت کی مدح لکھ کر سنائی سلطان المشائخ کو پسند آئی فرمایا کہ اس کا کیا صلہ چاہتے ہو۔ آپ نے دست بستہ عرض کیا کہ اپنے کلام کی شیرینی چاہتا ہوں۔ ارشاد ہوا کہ ہماری چارپائی کے نیچے شکر کا بھرا ہوا طباق رکھا ہے اسے اٹھا لاؤ اور اپنے سر کے اوپر نثار کر دو بلکہ ذرا سی تم بھی کھا لو۔ حضرت امیر اٹھا لائے۔ چنانچہ خسرو کے کلام کی شیرینی سب کے مذاق کو شیریں کر دیا۔ ایک دفعہ سلطان جی نے فرمایا کہ اے ترک اصفہانیوں کی طرز پر شعر کہا کر۔ لوگوں نے اصفہانیوں کی طرز سے عشق انگیز و زلف و خال آمیز اشعار سے مراد لی واللہ اعلم حضرت کی اس سے کیا غرض تھی۔ ہمارے ایک دوست نے جو صاحبزادگان درگاہ محبوب الٰہی میں سے ایک لائق مولوی اور ہونہار جوان ہیں حضرت امیر خسرو کے متعلق ایک عجیب حکایت بشدت بالجزم کی بیان کی کہ غالباً آٹھ یا ساڑھے آٹھ برس کی عمر تھی کہ ان کے والد خواجہ ابوالحسن امیر خسرو اور ان کے بڑے بھائی امیر اعز الدین علی شاہ صاحب کو لے کر

سلطان جی کی خدمت میں حاضر ہوئے جب خانقاہ کے دروازے پر پہنچے تو امیر خسرو کچھ سوچ کر ٹھٹھک گئے اور اپنے والد سے کہا کہ میں تو اندر نہیں جاتا ہر چند امیر سیف الدین نے اصرار کیا مگر یہ نہ مانے اور وہیں کھڑے کھڑے ایک قطعہ موزوں کیا جس سے غرض یہ تھی کہ اگر سلطان جی صاحب کشف ہیں تو اس بات کو سمجھ لیں گے اور جواب مرحمت فرمائیں گے ورنہ جیسے اور درویش ہیں ویسے یہ بھی نام کے ہوں گے۔ قطعہ یہ ہے

تو آن شاہی کہ بر بالائے قصرت   کبوتر گر نشیند باز گردد
غریبے مستمندے بر در آمد   بیاید اندرون یا باز گردد

سلطان جی نے اپنے کسی مرید سے فرمایا دیکھو باہر اس شکل و شباہت کا کوئی لڑکا کھڑا ہے۔ چنانچہ وہ شخص گیا اور یہ شعر امیر خسرو سے سنکر آیا آپ نے جواب میں قطعہ بھیج دیا

بیاید اندرون مرد حقیقت   کہ با ما یک نفس ہمراز گردد
اگر ابلہ بود آن مرد نادان   ازاں راہے کہ آمد باز گردد

آپ یہ جواب سن کر اندر آگئے اور قدموں پر گر پڑے

آپ نے کتاب نہ سپہر سلطان قطب الدین ابن سلطان علاء الدین خلجی کے نام پر نظم کی تھی جس کے صلہ میں ہاتھی کے ہم وزن سونا عطا ہوا تھا چنانچہ خسرو نے اس کتاب میں اس انعام کی تصریح کی ہے اور اس کے چند اشعار خزانہ کے مؤلف نے بھی نقل کئے ہیں اور اس وقت تک چار بادشاہوں کی خدمت گزاری کا فخر جتایا ہے اور اس انعام کو بڑھ کر بتایا ہے۔

امیر خسرو ایک دفعہ پکڑے بھی گئے تھے جس وقت سلطان محمد قاآن کی ملازمت کرتے ہوئے پانچ برس ہوئے تو کفار تتار نے ملتان پر حملہ کر کے سنہ ۶۸۴ھ میں سلطان محمد کو شہید کر دیا اور امیر خسرو کو قید کر کے بلخ لے گئے آپ دو برس کے بعد رہائی پا کر سلطان بلبن کی خدمت میں حاضر ہوئے اور خان شہید کے مرثیہ میں جو ایک نہایت پر درد پر اثر رقت انگیز معنی خیز قصیدہ لکھا تھا پڑھ کر سنایا۔ حاضرین مجلس میں کہرام پڑ گیا۔ ہائے ہائے کے سوائے دوسری آواز کان میں نہیں آتی تھی۔ بادشاہ کو روتے روتے بخار چڑھ آیا اور تھوڑے ہی بعد اسی بخار میں چل بسا۔ سلطان غیاث الدین تغلق سے بھی امیر خسرو کو بہت کچھ فائدہ ہوا۔ تغلق نامہ اسی کی شان میں نظم کیا۔ سلطان محمد تغلق کے زمانے میں تو آپ نے چھ مہینے سے زیادہ دنیا کی سیر نہیں کی۔ سب کچھ چھوڑ چھاڑ اپنے مرشد کی روح پر فتوح سے جا ملے۔